بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر دُرِّ منثور
مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

1

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد چہارم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	تفسیر درمنثور مترجم (جلد چہارم)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی
	من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	-/2850 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝77 قَالَ
هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ
صَبْرًا ۝78 اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ
اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝79 وَ اَمَّا
الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۝80
فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ۝81 وَ اَمَّا
الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ
كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا
كَنْزَهُمَا ۤ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ
مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝82

"اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے نوجوان (ساتھی) کو کہ میں چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں جہاں دو دریا ملتے ہیں یا (چلتے چلتے) گزار دوں گا مدت دراز۔ پھر جب وہ دونوں پہنچے جہاں آپس میں دو دریا ملتے ہیں دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو تو بنا لیا اس نے اپنا راستہ دریا میں سرنگ کی طرح۔ پس جب وہاں سے آگے بڑھ گئے آپ نے اپنے جوان ساتھی سے کہا لے آؤ ہمارا صبح کا کھانا، بے شک ہمیں برداشت کرنی پڑی ہے اپنے اس سفر میں بڑی مشقت۔ اس ساتھی نے کہا (اے کلیم!) آپ نے ملاحظہ فرمایا جب ہم (ستانے کے لیے) اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں فراموش کرائی مجھے وہ مچھلی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے بنا لیا تھا اپنا راستہ دریا میں، بڑے تعجب کی بات ہے۔ آپ نے فرمایا: یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس وہ دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے۔ تو پایا انہوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔ کہا اس بندے کو موسیٰ نے کہ میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ سکھائیں مجھے رشد و ہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ اس بندے نے کہا (اے موسیٰ!) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ آپ نے کہا

ستر سال، بَيْنِهِمَا یعنی دو دریاؤں کے درمیان، نَسِيَا حُوْتَهُمَا یعنی ان سے مچھلی نکل گئی اور گم ہوگئی۔ نمکین مچھلی تھی جو انہوں نے اپنے ساتھ اٹھائی ہوئی تھی۔ وہ ٹوکرے سے اچھل کر پانی میں جا پڑی، شیطان نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی سے نوجوان کو شیطان نے اس کا ذکر بھلا دیا۔ وہ نوجوان یوشع بن نون تھا۔ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے اثر اور سمندر میں اس کے چلنے نے تعجب میں ڈالا۔ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ یہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جہاں مچھلی جدا ہوئی ہے وہاں ہی مجھے خضر علیہ السلام کی ملاقات کی خبر دی گئی ہے۔ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا یعنی موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام سمندر میں مچھلی کے اثر کے پیچھے چلے۔ وہ دونوں ساحل سمندر پر لوٹ آئے۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ پس ان دونوں نے خضر علیہ السلام کو پالیا۔ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا یعنی ہم نے اسے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۝ (یوسف) موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی سنگت اختیار کی۔ ان کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا۔(1)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ نوف البکالی کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام کا ساتھی موسیٰ وہ نہیں تھا جو بنی اسرائیل کا نبی تھا۔ ابن عباس نے کہا: اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے، ہمیں ابی بن کعب نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب فرمایا کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ میں میرا ایک بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا رب میں اس تک کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے ساتھ ایک مچھلی ٹوکری میں رکھ لو۔ جہاں وہ مچھلی تم سے گم ہو جائے وہی میرے بندے کی قیام گاہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام حکم الٰہی کے مطابق مچھلی ٹوکری میں لے کر چل پڑے اور آپ کے ساتھ نوجوان یوشع بن نون بھی چل پڑے۔ چلتے چلتے دونوں ایک چٹان تک پہنچے۔ اس پر دونوں سر رکھ کر سو گئے۔ مچھلی نے ٹوکری میں حرکت کی اور اس سے باہر نکلی۔ پھر سمندر میں گر گئی اور درمیان میں سرنگ کی طرح راستہ بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر پانی کا چلنا روک لیا اور وہ اس پر محراب کی طرح ہوگیا۔ جب دونوں بیدار ہوئے تو یوشع جو مچھلی کا نکلنا اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دینا بھول گئے۔ دن کا بقیہ حصہ بھی وہ چلتے رہے اور رات کو بھی سفر جاری رکھا حتی کہ جب دوسرا دن آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: صبح کا کھانا لاؤ، ہمیں اس سفر میں بہت بڑی مشقت برداشت کرنی پڑی ہے۔ فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کو تھکاوٹ محسوس ہوئی حتی کہ وہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جہاں پہنچنے کا اللہ نے حکم دیا تھا۔ یوشع نے کہا اے موسیٰ کلیم! آپ نے ملاحظہ فرمایا جب ہم ستانے کے لیے اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں فراموش کرائی مجھے وہ مچھلی مگر شیطان نے

1۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر از ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 413، دار الفکر بیروت

کہ میں اس کا ذکر کروں۔ اس نے سمندر میں اپنا راستہ بنالیا تھا۔ بڑی تعجب کی بات ہے۔ فرمایا مچھلی کے لیے سرنگ کی صورت تھی۔ موسیٰ علیہ السلام اور نوجوان کے لیے تعجب کی بات تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وہی تو جگہ تھی جس کی ہم تلاش میں تھے۔ وہ ہماری منزل مراد تھی۔ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر واپس لوٹے حتی کہ اس چٹان تک پہنچ گئے۔ سفیان نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں اس چٹان کے پاس چشمۂ حیات ہے۔ اس کا پانی جس مردہ کو پہنچتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اس مچھلی کا کچھ حصہ کھایا گیا تھا لیکن چشمۂ حیات کے اس پر قطرے پڑے تو وہ زندہ ہوگئی۔ فرمایا وہ دونوں چٹان تک پہنچے تو وہاں ایک شخص کپڑا لپیٹے سویا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری زمین کا یہ سلام کہاں؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا موسیٰ ہوں۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا: موسیٰ بنی اسرائیل؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے رشد و ہدایت کے علم سے کچھ سکھادیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ کلیم! تم میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں رکھ سکو گے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم عطا فرمایا ہے جو تم نہیں جانتے اور آپ کو ایسا علم عطا فرمایا ہے جس کو میں نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ مجھے ان شاء اللہ صابر پائیں گے اور میں تمہارے کسی امر کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: اگر تم نے میرے ساتھ چلنا ہے تو مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کرنا یہاں تک کہ میں خود تمہیں اس کے متعلق بتاؤں۔ وہ دونوں ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ ایک کشتی پاس سے گزری تو خضر علیہ السلام نے انہیں سوار کرنے کو کہا۔ انہوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے سوار کرلیا۔ جب وہ دونوں سوار ہو گئے تو تھوڑی دیر بعد حضرت خضر ہتھوڑے کے ساتھ کشتی کا ایک پھٹہ اکھیڑنے لگے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جناب انہوں نے ہمیں بغیر کرایہ کے کشتی پر سوار کیا ہے اور آپ ان کی کشتی کا تختہ نکال رہے ہیں تا کہ سب غرق ہو جائیں۔ یہ آپ نے بڑا برا کام کیا ہے۔ حضرت خضر نے فرمایا: میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ کلیم نے عرض کی: حضور! میری بھول پر میرا مؤاخذہ نہ فرمائیں اور میرے اس معاملہ میں مجھ سے سختی نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے پہلا سوال بھول کر ہوا تھا (دوسرا شرط کی بنا پر اور تیسرا جان بوجھ کر کیا تھا) ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک طرف بیٹھ گئی۔ پھر اس نے دریا سے پانی کی چونچ بھری۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میرا اور تیرا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے سمندر سے چڑیا نے پانی پی لیا ہو پھر وہ کشتی سے نکل کر ساحل سمندر پر چل پڑے۔ راستہ میں حضرت خضر علیہ السلام نے بچوں میں کھیلتے ہوئے ایک بچہ دیکھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو پکڑا اور ہاتھ سے ہی اس کا سر تن سے جدا کر کے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام (تڑپ گئے) اور فرمایا بغیر کسی حق کے ایک معصوم نفس کو قتل کر دیا۔ آپ نے بڑا نازیبا کام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ فرمایا یہ پہلے سے زیادہ سخت کام کیا ہے۔ پھر کہا اگر میں آپ سے اس کے بعد کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو مجھے آپ ساتھ نہ رکھیں اور آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر وہ چل پڑے حتی کہ ان کا گزر ایک گاؤں سے ہوا۔ گاؤں والوں سے انہوں نے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کی میزبانی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

اسی گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اسے درست فرما دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بھائی! یہ ایسی قوم تھی جنہوں نے ہمیں کھانا کھلانے اور میزبانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر آپ چاہتے تو کم از کم ان سے مزدوری ہی لے لیتے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا بس سنگت ختم۔ اب میرے اور تیرے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا تک حضرت خضر علیہ السلام نے کلام فرمائی۔ راوی فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہماری خواہش ہے کہ موسیٰ کلیم صبر کرتے تاکہ ہم پر ان کے مزید واقعات بیان کیے جاتے۔(1)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عباس وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَّلِكٌ پڑھتے تھے اور اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ كَافِرًا وَّكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ پڑھتے تھے۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر سے ایک دوسرے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے گھر میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے فرمایا: مجھ سے جو چاہو پوچھو: میں نے عرض کی اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ مجھے تجھ پر فدا کرے، کوفہ میں ایک شخص ہے جسے نوف کہا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ خضر علیہ السلام کے ساتھ جس موسیٰ کا ذکر ہے وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہیں تھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے۔ مجھے ابی بن کعب نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دن موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے حتی کہ لوگوں کی آنکھیں بہہ رہی تھیں اور دل نرم ہو گئے تھے۔ آپ واپس آئے تو ایک شخص ملا اور کہا اے اللہ کے رسول! کیا زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ علم والا بھی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عتاب کیا کیونکہ آپ نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کیوں نہیں، تجھ سے زیادہ علم والے موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے رب! وہ کہاں ہے؟ فرمایا مجمع البحرین کے پاس ہے، عرض کیا اے میرے پروردگار! میرے لیے ایک علامت بنا دے جس کے ذریعے میں اس شخص کو جان لوں۔ فرمایا ایک مچھلی ٹوکری میں رکھ لو جہاں اس کی روح پھونکی جائے۔ حضرت کلیم نے مچھلی پکڑی پھر اسے ٹوکری میں رکھا اور اپنے نوجوان ساتھی سے کہا میں تجھے تکلیف نہیں دوں گا مگر یہ کہ آپ مجھے اس جگہ کے متعلق خبر دینا جہاں مچھلی تم سے جدا ہو جائے۔ فرماتے ہیں مجھے زیادہ تکلیف نہ دی گئی۔ فرماتے ہیں میں ایک سیلانی چٹان کے سایہ میں تھا کہ مچھلی اچھل پڑی جب کہ موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے۔ نوجوان نے کہا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو نہ جگایا حتی کہ وہ خود بیدار ہوں میں ان کو بتانا بھول گیا کہ مچھلی سمندر میں چلی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک لیا تھا حتی کہ اس کا نشان پتھر میں بھی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہمیں اس سفر میں بڑی مشقت برداشت کرنا پڑی ہے۔ نوجوان نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہاری مشقت ختم کر دی ہے، پس وہ دونوں واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو ایک سبز جائے نماز پر سمندر کے وسط میں چٹان پر کپڑا لپیٹے سوئے ہوئے تھے۔ کپڑے کی ایک طرف قدموں کے نیچے اور دوسری طرف سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان پر سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے منہ سے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 482، وزارت تعلیم اسلام آباد

کپڑا اٹھایا اور فرمایا کیا یہ اس زمین کا سلام ہے؟ پوچھا تو کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا موسیٰ بنی اسرائیل؟ انہوں نے کہا ہاں۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ فرمایا میں اس لیے آیا ہوں تا کہ آپ مجھے سکھائیں رشد و ہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کیا تیرے لیے یہ کافی نہ تھا کہ تورات تیرے ہاتھوں میں ہے اور تمہارے پاس وحی آتی ہے۔ میرے پاس وہ علم ہے جس کا سیکھنا تمہارے لیے مناسب نہیں اور آپ کے پاس جو علم ہے وہ میرے لیے سیکھنا مناسب نہیں۔ ایک پرندے نے سمندر سے ایک چونچ بھری۔ تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا علم اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اسی طرح ہے جیسے اس پرندے نے سمندر سے چونچ بھری ہے۔ حتی کہ جب وہ دونوں کشتی پر سوار ہوئے تو دونوں نے چھوٹے چھوٹے ملاح دیکھے جو ایک ساحل والوں کو دوسرے ساحل والوں کے پاس پہنچا رہے تھے۔ ملاحوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا اے اللہ کے نیک بندے! ہم تجھے اجرت لے کر سوار نہیں کریں گے (بلکہ مفت لے جائیں گے۔ تھوڑا سفر کرنے کے بعد) حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو توڑ ڈالا اور اس میں ایک کیل لگا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے کشتی کو توڑ دیا ہے تا کہ تمام لوگ کشتی میں سوار غرق ہو جائیں۔ آپ نے بڑا برا کام کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال پہلی مرتبہ بھول کر تھا۔ دوسری اور تیسری مرتبہ عمداً تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میری بھول پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کریں اور مجھ پر میرے معاملہ میں سختی نہ کریں۔ پھر دونوں چل پڑے۔ حتی کہ راستہ پر انہیں ایک بچہ ملا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا، وہ بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کافر اور خوش شکل بچے کو پکڑا، زمین پر لٹایا اور چھری کے ساتھ ذبح کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے ایک معصوم جان کو قتل کر دیا ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ ابن عباس نے اسے زاكية پڑھا ہے یعنی ایک مسلمان معصوم بچے کو قتل کر دیا جیسے تیرا قول ہے غلاماً زکیا۔ پس وہ دونوں وہاں سے آگے چلے تو انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو اس بندے (خضر) نے اسے درست کر دیا۔ راوی فرماتے ہیں: آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے اسے سیدھا کر دیا۔ آپ نے ہاتھ بلند کیا تو دیوار سیدھی کھڑی ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس پر مزدوری ہی لے لیتے یعنی ایسی چیزیں طلب کرتے جسے آپ کھا لیتے۔ وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ حضرت ابن عباس اس کو اس طرح پڑھتے وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ۔ اس بادشاہ کا نام مدد بن ندد تھا۔ وہ بچہ جو قتل کیا گیا تھا اس کو لوگ جیسور کہتے تھے۔ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا یعنی آگے ایک جابر بادشاہ تھا جو ہر صحیح وسلامت کشتی چھین لیتا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اسے اس لیے عیب دار کیا تا کہ وہ اس کے عیب کو دیکھ کر چھوڑ دے، جب یہ اس بادشاہ سے آگے گزر جائیں گے تو وہ اسے ٹھیک کر لیں گے اور نفع اٹھائیں گے۔ ان لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ کشتی کے سوراخ کو تار کول سے بند کر دو۔ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ وہ بچہ طبعاً کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔ پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا تو) مجبور کر دے گا انہیں سرکشی اور کفر پر یعنی اس کی محبت والدین کو اس کے بدنظریات پر اکسائے گی۔ پس ہم نے چاہا کہ بدلہ دے انہیں ان کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔ یعنی اس پہلے بیٹے سے دوسرے بیٹا ان سے زیادہ رحم کرنے والا ہو۔

حضرت سعید بن جبیر کے علاوہ علماء فرماتے ہیں کہ ان والدین کو بدلے میں بچی عطا کی گئی تھی۔(1)

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ نے ایک دوسرے طریق سے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ہم ابن عباس کے پاس تھے، تو لوگوں نے کہا نوف شامی کہتا ہے کہ جو شخص علم طلب کرنے کے لیے گیا تھا۔ وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہ تھا۔ ابن عباس ٹیک لگا کر بیٹھے تھے سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا نوف نے جھوٹ بولا۔ مجھے ابی بن کعب نے بتایا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے رحمۃ اللہ علینا وعلی موسیٰ۔ اگر موسیٰ علیہ السلام جلدی نہ کرتے اور حیا نہ فرماتے اور انہیں ملامت و مذمت کا خدشہ نہ آلیتا جس کی وجہ سے آپ نے کہہ دیا۔ اگر اس کے بعد میں کسی چیز کے متعلق آپ سے سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، تو اپنے ساتھی سے موسیٰ علیہ السلام بڑی عجیب چیزیں دیکھتے۔ حضرت ابن ابی کعب نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی نبی کا ذکر فرماتے تو اپنا ذکر کرتے۔ آپ فرماتے رحمۃ اللہ علینا وعلی صالح، رحمۃ اللہ علینا وعلی اخی عاد۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ علم والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ زمین میں ایک شخص ہے جو تجھ سے زیادہ علم والا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ تم ایک نمکین مچھلی ساتھ لے چلو۔ جب وہ تم سے گم ہو جائے تو وہاں تمہارا ساتھی ہے جس کی تم تلاش میں ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک نمکین مچھلی ساتھ لی اور اپنے نوجوان ساتھی کو لے کر چل پڑے، جب اس مکان تک پہنچے جہاں انہیں پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جب چٹان تک پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام انہیں طلب کر رہے تھے۔ نوجوان نے مچھلی چٹان پر رکھ دی تھی۔ اس نے حرکت کی اور دریا میں راستہ بنایا سرنگ کی طرح۔ نوجوان نے کہا جب اللہ کے نبی تشریف لائیں گے تو میں انہیں مچھلی کے متعلق بتاؤں گا۔ پس شیطان نے اس کا ذکر کرنا انہیں بھلا دیا۔ وہ دونوں چلتے رہے تو انہیں ایسی تھکاوٹ محسوس ہوئی جو ایک مسافر کو محسوس ہوتی ہے لیکن یہ اس وقت ہوا جب وہ اس جگہ سے تجاوز کر گئے تھے جہاں انہیں پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لے آؤ، ہمیں اس سفر میں بہت مشقت برداشت کرنی پڑی ہے، نوجوان نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ نے ملاحظہ فرمایا جب ہم (ستانے کے لیے) اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو، اور نہیں فراموش کرائی مجھے وہ مچھلی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے بنا لیا تھا اپنا راستہ دریا میں، بڑے تعجب کی بات ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے۔ حتی کہ وہ چٹان تک پہنچ گئے چکر لگایا تو وہاں ایک شخص کپڑا لپیٹے سویا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان پر سلام کیا تو اس نے سر اٹھایا اور پوچھا تو کون ہے؟ کلیم نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں، حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا کون موسیٰ؟ انہوں نے کہا موسیٰ بنی اسرائیل۔ پوچھا کیسے آنا ہوا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کے پاس علم ہے۔ میں آپ کی سنگت اختیار کرنے کے لیے آیا ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ مجھے ان شاء اللہ صابر پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

1۔ صحیح بخاری مع شرح کرمانی، جلد 17، صفحہ 194 (4411)، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے آپ کی سنگت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھیے نہیں یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے پھر جو لوگ کشتی میں سوار تھے باہر نکل آئے۔ حضرت خضر علیہ السلام پیچھے رہ گئے تا کہ کشتی کو پھاڑ دیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ نے کشتی کو پھاڑ دیا ہے تا کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دے، یقیناً تو نے بہت برا کام کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میری بھول پر میری گرفت نہ فرمائیں اور میرے معاملہ میں مجھ پر زیادہ سختی نہ کرو۔ پھر دونوں چل پڑے حتی کہ وہ بچوں کے پاس آئے جو ساحل سمندر پر کھیل رہے تھے ان میں ایک بچہ ایسا تھا کہ اس جیسا حسین اور لطیف اور کوئی نہ تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے پکڑا اور قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اس وقت دور ہو گئے اور کہا آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی نفس کے بدلہ کے مار ڈالا، بے شک آپ نے ایک نازیبا کام کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: میں نے پہلے کہہ نہیں دیا تھا کہ آپ میری معیت میں صبر نہیں کر سکیں گے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مذمت و ملامت کے اندیشہ نے آلیا اور آپ نے حیا فرمایا اور کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر دونوں چل پڑے حتی کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا ان کی میزبانی کرنے سے۔ موسیٰ علیہ السلام انتہائی تھک چکے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی حضرت خضر علیہ السلام نے اسے درست کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو بھوک اور تھکاوٹ تھی اس سے تنگ آ کر آپ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا۔ میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کا دامن پکڑا اور کہا قبلہ! جدا کرنے سے پہلے مجھے اپنے کاموں کی حقیقت تو بتا دو۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: وہ جو کشتی تھی وہ چند غریبوں کی تھی جو (ملاحی کا) کام کرتے تھے دریا میں، ان کے آگے (جابر) بادشاہ تھا جو پکڑ لیا کرتا تھا ہر کشتی کو زبردستی سے۔ جب کشتی پھٹی ہوئی اس کے پاس سے گزرے گی تو وہ اسے چھوڑ دے گا، پھر اس کے مالک لکڑی کا ٹکڑا لگا کر اسے جوڑ دیں گے اور اس سے نفع اٹھا لیں گے۔ رہا وہ بچہ تو وہ طبعاً کافر تھا، اس کی محبت والدین کے دلوں میں گھر کر چکی تھی۔ اگر وہ اس کی کسی بات کو نہ مانتے تو وہ انہیں سرکشی اور کفر پر مجبور کرتا۔ تمہارے رب نے انہیں نعم البدل دینے کا ارادہ کیا ہے، پس میاں بیوی نے حقوق زوجیت ادا کیے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پاکیزہ اور زیادہ رحیم بچہ عطا فرمایا ایک دوسرے طریق سے سعید بن جبیر سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس چند اہل کتاب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا نوف، ابی بن کعب سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ موسیٰ نبی جس نے علم طلب کیا تھا وہ موسیٰ بن میشا تھا۔ ابن عباس نے

فرمایا نوف نے جھوٹ بولا ہے، مجھے ابی بن کعب نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کر کے بتایا ہے کہ موسیٰ بنی اسرائیل نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ اگر تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ علم والا موجود ہے تو میری اس پر راہنمائی فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں میرے بندوں میں سے زیادہ علم والا موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ کی علامات بیان فرمائیں اور اس کی ملاقات کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے جوان ساتھی کو ساتھ لے کر نکل پڑے۔ ان کے پاس ایک نمکین مچھلی بھی تھی۔ کہا گیا کہ جب یہ مچھلی کسی جگہ زندہ ہو جائے تو وہاں تمہارا ساتھی ہوگا اور تم اپنی ضرورت وہاں پالو گے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھی کی معیت میں نکلے، ساتھ انہوں نے مچھلی بھی اٹھائی ہوئی تھی، موسیٰ علیہ السلام چلے حتی کہ انتہائی تھک گئے۔ ایک چٹان اور اس پانی تک پہنچے جو حیات بخش پانی ہے جو اسے پیتا ہے ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ کوئی مردہ چیز اس کے قریب نہیں جاتی مگر وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ جب وہ دونوں وہاں اترے اور مچھلی کو پانی نے مس کیا تو وہ زندہ ہوگئی، اس نے دریا میں راستہ بنایا سرنگ کی طرح۔ پھر وہ دونوں چلتے رہے، راستہ میں موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان ساتھی کو کہا ہمارا صبح کا کھانا لے آؤ ہمیں اس سفر میں بہت مشقت برداشت کرنا پڑی ہے۔ نوجوان نے کہا: کیا آپ نے ملاحظ فرمایا کہ جب ہم چٹان کے پاس (ستانے کے لیے) ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے وہ شیطان نے فراموش کرائی تھی کہ میں اس کا ذکر کروں اس نے راستہ بنالیا تھا دریا میں، بڑے تعجب کی بات ہے۔ ابن عباس نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام چٹان پر چڑھے۔ جب اس کے پاس پہنچ گئے، وہاں ایک شخص چادر اوڑھے سویا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا پھر پوچھا کیسے تشریف لائے؟ آپ کو تو اپنی قوم میں (تبلیغ کی) مشغولیت تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں آپ سے وہ علم خاص سیکھنے آیا ہوں جو آپ کو بخشا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، یہ اللہ کا بندہ (خضر علیہ السلام) علم غیب جانتا تھا۔ موسیٰ عیہ السلام نے کہا: کیوں نہیں (میں صبر کروں گا)۔ اس بندے نے کہا تو کیسے صبر کرے گا اس پر جس کی حقیقت کی تمہیں خبر ہی نہیں ہے یعنی آپ ظاہر کو دیکھتے ہیں اور جو امور کی حقیقتیں ہیں وہ آپ جانتے ہی نہیں ہے، جو علم غیب میں جانتا ہوں وہ آپ جانتے نہیں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کی کسی امر میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ اگرچہ میں کوئی ایسا امر دیکھوں گا جو میری ظاہر شریعت میں مخالف ہوگا۔ اس بندے نے کہا اگر تو نے میرے ساتھ رہنا ہے تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرنا حتی کہ میں خود اس کے متعلق بیان کروں۔ وہ دونوں ساحل سمندر پر چل پڑے۔ لوگوں سے ملے اور اس کی تلاش میں تھے، جو انہیں ایک ساحل سے دوسرے ساحل پر لیجائے حتی کہ ایک نئی مضبوط کشتی ان کے پاس سے گزری۔ اس سے خوبصورت، عمدہ اور مضبوط کوئی کشتی ان کے پاس سے نہیں گزری تھی۔ دونوں نے ملاحوں سے سوار کرنے کو کہا تو انہوں نے انہیں سوار کر لیا۔ جب اطمینان سے کشتی میں بیٹھ گئے اور کشتی ان دونوں سمیت اپنے مسافروں کو لے کر چلی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اپنی زنبور اور ہتھوڑا نکالا اور اس کشتی کی ایک طرف سے زنبور اور ہتھوڑے کی مدد سے توڑ پھوڑ کر دی، پھر ایک تختہ لیا اور اس کے اوپر لگا دیا پھر اس پر بیٹھ کر اسے درست کرنے لگ گئے، موسیٰ علیہ السلام یہ عجیب معاملہ دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کیا آپ نے کشتی کا شگاف کر دیا ہے تا کہ وہ سواریوں کو

غرق کردے، آپ نے انتہائی برا کام کیا ہے۔ اس بندے نے کہا میں نے کہا نہیں تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میری بھول پر میرا مواخذہ نہ فرمائیں اور میرے معاملہ میں مجھ پر سختی نہ کریں۔ پھر دونوں کشتی سے نکلے تو چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہنچے، وہاں بچے کھیل رہے تھے، ان بچوں میں ایک بچہ ایسا تھا جس سے زیادہ خوش شکل اور روشن چہرے والا اور کوئی نہیں تھا۔ اس بندے نے اسے پکڑا، ایک پتھر اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا حتی کہ اسے چوٹ لگا کر قتل کر دیا جس کا کوئی گناہ ہی نہیں تھا۔ فرمایا کیا آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی نفس کے بدلے قتل کر دیا ہے، آپ نے بہت نازیبا کام کیا ہے۔ اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اس کے بعد اگر میں کسی چیز کے بارے سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر دونوں چل پڑے حتی کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے، ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے میزبانی کرنے سے صاف انکار کر دیا، دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار کو دیکھا جو گرنے کے قریب تھی، اللہ کے اس بندے نے پہلے اسے گرایا پھر اس کو بنانے لگ گئے موسیٰ علیہ السلام نے مشقت اور تکلیف دیکھی تھی اس کی وجہ سے اکتا چکے تھے اور آپ نے وہ کچھ دیکھا تھا جس کی وجہ سے آپ کو صبر نہ تھا۔ آپ نے فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر اجر ہی لے لیتے یعنی ہم نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے ہمیں کھانا نہیں کھلایا، ہم نے ان سے مہمانی طلب کی تو انہوں نے مہمان نوازی نہیں کی۔ پھر آپ بغیر اجرت کے یہ عمل کر رہے ہیں؟ اگر آپ چاہتے تو اپنے کام کی اجرت ہی لے لیتے، اللہ کے اس بندے نے کہا (بس سنگت ختم) میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں ان باتوں کی حقیقت سے جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ رہی کشتی تو وہ چند مساکین کی تھی جو دریا میں (ملاحی کا) کام کرتے تھے۔ میں نے اس کو عیب دار کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ آگے ایک (جابر) بادشاہ تھا جو ہر (نئی) کشتی کو چھین لیتا تھا۔ ابی بن کعب کی قرأت میں کل سفینة صالحة ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے بچانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ پس اس نے اس کے عیب کو دیکھا تو وہ کشتی اس ظالم بادشاہ سے بچ گئی۔ رہا وہ بچہ تو اس کی والدین مومن تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ انہیں سرکشی اور کفر پر مجبور کرے گا۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا پروردگار انہیں (ایسا بیٹا) عطا کرے جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔ رہی وہ دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ دفن تھا۔ ان کا باپ ایک نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور نکال لیں اپنا دفینہ۔ یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی اور (جو کچھ میں نے کیا) میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ ابن عباس نے فرمایا وہ خزانہ علم تھا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ایک اور طریق سے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور انتہائی بلیغ خطبہ دیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ جو علم کی نعمت مجھے بخشی گئی ہے اور کسی کو عطا نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے دل کا خیال جان لیا اور فرمایا اے

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 269، قدیمی کتب خانہ کراچی

موسیٰ! میرے بندوں میں ایسے ہیں جنہیں میں نے ایسا علم عطا فرمایا ہے جو تجھے عطا نہیں فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میری راہنمائی فرما تا کہ میں اس سے علم حاصل کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرا زادِ سفر اس پر تیری راہنمائی کرے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان یوشع سے کہا کہ میں چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں جہاں دو دریا ملتے ہیں یا چلتے چلتے گزار دوں مدت دراز۔ موسیٰ علیہ السلام اور یوشع کا زادِ راہ ایک نمکین مچھلی تھی وہ اس سے صبح و شام کھاتے تھے۔ جب وہ چٹان تک پہنچے جو دریا کے کنارے پر تھی تو نوجوان نے دریا کے کنارے پر (مچھلی والی) ٹوکری رکھ دی، مچھلی پر پانی کے قطرے پڑے تو اس نے ٹوکری میں حرکت کی تو ٹوکری الٹی ہوگئی اور وہ دریا میں سرنگ کی طرح راستہ بناتے ہوئے چلی گئی۔ جب وہ وہاں سے آگے گزر گئے تو صبح کے کھانے کا وقت ہوگیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہمارا صبح کا کھانا لے آؤ، بے شک ہمیں برداشت کرنی پڑی تھی اپنے اس سفر میں بڑی مشقت، نوجوان نے کہا کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جب ہم ستانے کے لیے چٹان کے پاس ٹھہرے تھے میں مچھلی بھول گیا اور مجھے فراموش نہیں کرائی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں۔ اس نے دریا میں راستہ بنایا، بڑے تعجب کی بات ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو یاد آیا، جوان سے کہا گیا تھا کہ تمہارا زادِ راہ تمہاری راہنمائی کرے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس لوٹے حتیٰ کہ اس چٹان تک پہچان گئے جس میں مچھلی کود کر دریا میں چلی گئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کا نشان دیکھا اور پانی پر اس کا نشان دیکھتے ہوئے چل پڑے حتیٰ کہ وہ عرب کے جزائر میں سے ایک جزیرہ پر پہنچے۔ وہاں دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ مجھے ان شاء اللہ صابر پائیں گے۔ میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس بندے نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھیے نہیں یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ پس وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں تو اس بندے نے اس میں شگاف کر دیا۔ موسیٰ بول اٹھے کیا تم نے اس لیے شگاف کیا ہے کہ اس کے سواروں کو ڈبو دو، یقیناً تم نے بہت برا کام کیا ہے۔ اس بندے نے کہا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کریں۔ آپ نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ۔ پھر دونوں چل پڑے حتیٰ کہ جب وہ ملے ایک لڑکے کو جو ساحل دریا پر بچوں کے ساتھ تھا۔ پس اس بندے نے ان بچوں میں سے جو خوب صورت اور ملیح تھا اس کو پکڑا اور اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام (غضب ناک ہوکر) کہنے لگے کیا مار ڈالا آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر، بے شک آپ نے ایسا کام کیا ہے جو بہت نازیبا ہے۔ اس نے کہا (پہلے ہی) میں نے کہہ نہ دیا تھا آپ کو کہ آپ میری معیت میں صبر نہیں کر سکیں گے۔ ابن عباس فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت حیا کیا اور کہا اگر میں اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے بارے پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں، آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر دونوں چل

پڑے یہاں تک کہ وہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا میز بانی کرنے سے۔ پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو اس بندے نے اس درست کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ اس نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا، میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ رہی کشتی تو وہ چند مساکین کی تھی جو دریا میں ملاحی کا کام کرتے تھے۔ میں نے اس کے عیب دار کرنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ آگے ایک (جابر) بادشاہ تھا جو ہر (نئی) کشتی زبردستی لے لیتا تھا۔ ابی بن کعب کی قرأت میں سفینہ صالحۃ ہے۔ میں نے اس کو عیب دار کرنے کا ارادہ کیا تا کہ بادشاہ نہ لے لے۔ جب وہ بادشاہ سے گزر جائیں گے تو اسے درست کر کے نفع اٹھائیں گے اور وہ ان کے پاس رہے گی۔ (آگے آپ نے بچے کے قتل اور دیوار بنانے کی حقیقت بیان فرماتے جو متن قرآن میں موجود ہے) فرماتے ہیں پھر چھوٹا سا سرخ پرندہ آیا اس نے دریا میں اپنی چونچ ڈبوئی۔ تو اس بندے نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! یہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس بندے نے کہا یہ کہہ رہا ہے کہ تم دونوں کا علم جو تم اللہ کے علم کے سمندر سے جانتے ہو وہ نہیں ہے مگر اس طرح کہ جیسے میں نے اپنی چونچ کے ساتھ اس دریا کے تمام پانی سے کمی کی ہے۔

الرویانی اور ابن عساکر نے ایک اور سند سے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ کر رہے تھے کہ ان کے دل میں خیال آیا کہ لوگوں میں کوئی ان سے زیادہ علم والا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے جان لیا ہے جو تیرے دل میں آیا ہے بے شک میرا ایک بندہ تجھ سے زیادہ عالم ہے وہ دریا کے کنارے پر رہتا ہے اس کے پاس جاؤ اور علم سیکھو اور اس کی جگہ پر تیری راہنمائی کرنے والی علامت تیرا زادراہ ہے، جہاں تیرا زادراہ گم ہو جائے وہی اس کا مکان ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کا ساتھی نوجوان ایک ٹوکری میں نمکین مچھلی اٹھائے ہوئے نکلے وہ چل رہے تھے تو انہوں نے نہ کوئی تھکن اور نہ کوئی مشقت پائی حتی کہ وہ اس چشمہ پر پہنچ گئے جس سے خضر علیہ السلام پانی پیتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام گزر گئے اور ان کا ساتھی نوجوان بیٹھ گیا اس نے پانی پیا، مچھلی ٹوکری میں اچھلی حتی کہ مٹی میں گری پھر اس میں مل کر دریا میں جا گری۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا کا یہی مطلب ہے یوشع چلتے چلتے موسیٰ علیہ السلام سے جا ملے۔ جب ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام تھک چکے تھے آپ بیٹھ گئے اور اپنے ساتھی سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لے آؤ ہمیں اس سفر میں بہت مشقت برداشت کرنا پڑی ہے۔ پس مچھلی گم ہو گئی۔ نوجوان نے کہا میں مچھلی بھول گیا۔ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ ۚ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ ۚ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا۔ جب واپس چٹان تک پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس چٹان کے ارد گرد چکر لگایا لیکن کچھ نظر نہ آیا پھر آپ چٹان کے اوپر چڑھ گئے تو ایک شخص چادر میں ملبوس سویا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر سلام کیا تو انہوں نے سر اٹھایا اور فرمایا اس جگہ یہ سلام کیسے آیا۔ فرمایا تو کون ہے انہوں نے کہا میں موسیٰ بنی اسرائیل ہوں کیا تیری قوم میں تبلیغ کی مشغولیت نے مجھ سے تجھے بے پرواہ نہیں کیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے تیری جناب میں حاضری کا حکم ملا ہے، حضرت خضر

علیہ السلام نے کہا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْــَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (الآیات)

وہ چلتے چلتے دونوں ساحل دریا پر پہنچے تو وہاں ایک قوم کشتی پر سوار تھی جو دریا کو عبور کرنا چاہتی تھی یہ دونوں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گئے جب کہ وہ ابھی دریا کے کنارے پر ہی تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کلہاڑا نکالا جوان کے پاس تھا اور اس کے ساتھ کشتی میں شگاف کر دیا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ الآیۃ۔ پھر وہ چلتے چلتے ایک دیہات والوں کے پاس آئے وہاں بچے کھیل رہے تھے۔ خضر علیہ السلام نے ایک خوب صورت اور خوش اندام بچے کو قتل کر دیا۔ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ الآیہ۔ پھر وہ دونوں چلے اور کمینے لوگوں کے گاؤں میں پہنچے انہیں سخت بھوک لگی تھی، ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے کھانا نہ دیا پھر ایک جھکی ہوئی دیوار دیکھی تو خضر علیہ السلام نے ہاتھ سے اسے مسح کیا تو وہ سیدھی ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کو علم ہے کہ ہمیں سخت بھوک لگی ہے۔ اور ہمیں کھانے کی ضرورت ہے اگر آپ ان سے دیوار کے بنانے پر اجر طلب کرتے اور وہ دے دیتے تو ہم شام کا کھانا ہی اس سے خرید لیتے۔ حضرت خضر نے فرمایا بس سنگت ختم اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کا دامن پکڑا اور کہا حضور! میں آپ کو اس سنگت کا واسطہ دیتا ہوں آپ نے جو حقیقت دیکھی آپ مجھے اس کے بارے میں آگاہ تو فرمائیں۔ فرمایا: اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ الآیہ۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم مصر پر غالب آئے تو آپ نے اپنی قوم کو مصر میں اتارا۔ جب (ان کا غلبہ) پوری طرح قرار پذیر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ (ابراہیم: 5)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب فرمایا اور انہیں یاد دلائیں وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کی تھی آپ نے انہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرعونیوں سے نجات دی اور انہیں یاد دلایا کہ ان کے دشمن کو ہلاک کیا۔ اور اللہ نے مصر میں ان کو خلیفہ بنایا اور فرمایا اللہ نے موسیٰ تمہارے نبی سے کلام فرمائی اور اس نے مجھے اپنی ذات کے لیے چن لیا اور مجھ پر اپنی خاص محبت اتاری اور اس نے تمہیں ہر وہ چیز عطا فرمائی جو تم نے طلب کی تمہارا نبی اہل زمین سے افضل ہے اور تم آج قرار پذیر ہو۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے کسی ایسی نعمت کا ذکر نہ چھوڑا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی، سب کی سب نعمتیں انہیں یاد دلائیں، بنی اسرائیل کے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی! کیا زمین پر تجھ سے زیادہ کوئی علم والا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 09-208، دارالفکر بیروت

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا اور فرمایا: اللہ فرماتا ہے تجھے کیا معلوم کہ میں نے اپنے علم کو کہاں رکھا ہے؟ ہاں ساحل سمندر پر ایک شخص (تجھ سے) زیادہ جاننے والا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں: وہ شخص خضر علیہ السلام تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کریم سے سوال کیا کہ وہ شخص انہیں دکھادے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: دریا کے کنارے آؤ وہاں ساحل دریا پر تم ایک مچھلی پاؤ گے، وہ مچھلی اپنے ساتھی نوجوان کو دے دو پھر دریا کے کنارے کو لازم پکڑو۔ جب تم مچھلی بھول جاؤ اور وہ تم سے گم ہو جائے تو اسی جگہ تم اس نیک بندے کو پالو گے جس کے تم متلاشی ہو۔ جب موسیٰ علیہ السلام کا چلنا طویل ہو گیا اور سفر میں تھکن زیادہ ہو گئی تو موسیٰ علیہ السلام نے جوان سے مچھلی طلب کی قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ الآیہ نوجوان نے کہا مچھلی تو سرنگ کی طرح راستہ بناتے ہوئے دریا میں چلی گئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کو اس پر بہت تعجب ہوا۔ آپ چٹان کے پاس پھر واپس آئے اور مچھلی کو پالیا، مچھلی دریا میں چلی گئی تو موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے اپنے آگے اپنا عصا رکھا جس کے ساتھ پانی کو ادھر ادھر کرتے گئے اور مچھلی کے پیچھے چلتے گئے۔ مچھلی دریا کے جس حصہ سے گزرتی گئی۔ وہ خشک ہوتا گیا حتیٰ کہ ایک چٹان آ گئی۔ اللہ کے نبی نے تعجب فرمایا حتیٰ کہ مچھلی دریا کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں پہنچ گئی۔ وہاں موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے حضرت خضر علیہ السلام پر سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے فرمایا وعلیک السلام، اس زمین میں یہ سلام کیسے آیا؟ تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں، حضرت خضر نے کہا بنی اسرائیل والا؟ پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو خوش آمدید کہا اور پوچھا جناب! کیسے آنا ہوا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ الآیہ خضر علیہ السلام نے کہا تم میرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں رکھو گے موسیٰ علیہ السلام نے کہا سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا (الآیہ) حضرت خضر نے فرمایا: تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرنا خواہ میں کچھ بھی کروں حتیٰ کہ میں اس کی حقیقت خود بیان کروں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الخطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ہارون بن عنترہ عن ابیہ عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اے رب! تیرے بندوں سے کون سا بندہ تیرا محبوب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ہمیشہ مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے بھلاتا نہیں ہے اور تیرا کون سا بندہ زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے؟ فرمایا جو حق کا فیصلہ کرتا ہے اور خواہش نفس کی پیروی نہیں کرتا پھر پوچھا تیرا کون سا بندہ زیادہ عالم ہے فرمایا وہ جو لوگوں کے علم کو اپنے علم کے ساتھ ملاتا ہے (یعنی لوگوں سے علم حاصل کرتا ہے) ہو سکتا ہے کوئی کلمہ اس کی ہدایت کی طرف راہنمائی کرے یا اسے ہلاکت میں گرنے سے بچالے۔ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ ان سے زیادہ کوئی عالم نہیں ہے۔ پوچھا یا رب! مجھ سے زیادہ کوئی عالم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، پوچھا کہاں ہے؟ فرمایا اس چٹان کے پاس جس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 324، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے پاس چشمہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اس کی طلب کے لیے نکل پڑے۔ وہ سب کچھ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام چٹان کے پاس اس بندے کو جا ملے، ہر ایک نے دوسرے کو سلام کیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، اس بندے نے کہا تو میری صحبت کی طاقت نہیں رکھتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں۔ اس بندے نے کہا: سنگت اختیار کرنی ہے تو مجھ سے کوئی سوال نہیں کرنا یہاں تک کہ کسی راز کو میں خود منکشف کروں۔ وہ چل پڑے مجمع البحرین تک پہنچے۔ وہ اس جگہ پہنچے جہاں سب جگہوں سے زیادہ پانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خطاف (پرندہ) کو بھیجا۔ اس نے دریا سے اپنی چونچ بھری، اس بندے نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اس پرندے نے اس پانی سے کتنی کمی کی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بہت تھوڑی کمی کی ہے۔ اس بندے نے کہا بے شک میرا علم اور آپ کا علم علم الٰہی میں اس مقدار میں ہے جتنا کہ اس پرندے نے اس پانی سے پیا ہے۔ آگے مکمل حدیث بیان فرمائی جس میں کشتی میں شگاف کرنے، بچے کو قتل کرنے اور دیوار کو درست کرنے کا ذکر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا قول دیوار کے بارے میں اپنی ذات کے لیے دنیا کی ایک چیز طلب کرنے کے لیے تھا اور کشتی اور غلام کے متعلق سوال اللہ کے لیے تھا۔ (1)

امام دار قطنی نے الافراد میں ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل بن سلیمان عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے: حضرت خضر علیہ السلام آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، ان کی عمر میں تاخیر کی گئی ہے حتی کہ وہ دجال کی تکذیب کریں گے (یعنی وہ قرب قیامت تک زندہ رہیں گے)۔ (2)

بخاری، احمد، ترمذی اور ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خضر علیہ السلام کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ سفید زمین پر تشریف فرما ہوتے تو وہ آپ کی برکت سے آپ کے پیچھے سرسبز کھیتی لہلہانے لگتی۔ (3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خضر کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ سفیدہ زمین پر نماز پڑھتے تو وہاں سرسبز کھیتی لہلہانے لگتی۔ (4)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت خضر کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ جہاں نماز پڑھتے اردگرد کا علاقہ سرسبز و شاداب ہو جاتا۔ (5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب نے ہمیں بتایا کہ آدم علیہ السلام پر جب موت کا وقت آیا تو آپ نے اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا اور فرمایا: اے بیٹو! اللہ تعالیٰ اہل زمین پر عذاب نازل کرے گا۔ پس میرا جسم تمام غار میں ہونا چاہیے حتی کہ جب تم اترو (کشتی سے) تو مجھے شام کی زمین کی طرف بھیج دینا، پس آدم علیہ السلام کا جسم اپنے بیٹوں کے ساتھ رہا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر طوفان بھیجا، تو کچھ عرصہ زمین پانی میں غرق رہی۔ پھر نوح علیہ السلام آئے حتی کہ آپ کشتی سے اترے اور اپنے تینوں بیٹوں سام، حام اور یافث کو وصیت فرمائی کہ آدم علیہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 412، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 400
3۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 483، وزارت تعلیم اسلام آباد 4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 402، دارالفکر بیروت 5۔ ایضاً

السلام کا جسم اس غار کی طرف لے جاؤ جس میں انہیں دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیٹوں نے کہا زمین وحشت والی ہے یہاں کوئی انس والا نہیں ہے اور ہم راستہ نہیں جانتے ہیں لیکن کچھ دیر ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ لوگ زیادہ ہو جائیں۔ نوح علیہ السلام نے انہیں فرمایا: آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ اس کی عمر قیامت تک طویل ہو جو انہیں دفن کرے۔ پس آدم علیہ السلام کا جسم اسی طرح رہا حتی کہ خضر علیہ السلام کو آپ کے دفن کا فریضہ سونپا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا تھا۔ وہ پورا فرمایا پس وہ زندہ رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ ان کا زندہ رہنا چاہے گا۔(1)

ابن عساکر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی والدہ رومیہ تھی اور والد فارسی تھے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے ملے تو ایک پرندہ آیا، اس نے اپنی چونچ پانی میں ڈالی، حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تجھے معلوم ہے یہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے؟ پوچھا کیا کہہ رہا ہے، حضرت خضر نے فرمایا یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کا علم اور موسیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے مگر اس طرح جیسے میری چونچ نے اس پانی سے لیا ہے۔(3)

امام بخاری نے تاریخ میں، ترمذی، البزار (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو درداء سے وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے لیے خزانے حلال کیے گئے تھے اور غنائم حرام کی گئی تھیں، ہمارے لیے غنائم حلال ہیں اور کنوز (خزانے) حرام ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور البزار رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ کنز جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ سونے کی تختی تھی جس پر لکھا تھا کہ تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے پھر تھکاوٹ کیسے برداشت کرتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو آگ کا ذکر کرتا ہے پھر ہنستا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو یاد کرتا ہے پھر غفلت کرتا ہے (اور اس تختی پر یہ بھی لکھا تھا) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

امام الشیرازی رحمہ اللہ نے الالقاب میں حضرت عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تختی جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے: وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وہ پتھر کی تھی اور اس میں کندہ کیا ہوا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ تقدیر حق ہے پھر کیسے پریشان ہوتا ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ موت برحق ہے پھر کیسے پریشان ہوتا ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ موت حق ہے وہ کیسے خوش ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کی زوال پذیری کو دیکھتا ہے پھر اس دنیا پر کیسے مطمئن ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

امام الخرائطی نے قمع الحرص میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابو حازم کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ تختی سونے کی تھی اور اس میں یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 400، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 401

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 400 (3394)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے پھر وہ کیسے خوش ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو آگ کو جانتا ہے پھر وہ کیسے ہنستا ہے؟ تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا اور اس کا اپنے دنیا والوں کے ساتھ الٹ پلٹ ہونا جانتا ہے پھر وہ اس پر کیسے مطمئن ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو قضا و قدر پر یقین رکھتا ہے پھر کیسے رزق کی تلاش میں تھکاوٹ برداشت کرتا ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو حساب کا یقین رکھتا ہے پھر کیسے برائی کا عمل کرتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کے تحت فرمایا: وہ تختی سونے کی تھی، اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے پھر کیسے غمگین ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر ایمان رکھتا ہے پھر کیسے خوش ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو رات اور دن کی تبدیلی پر ایمان رکھتا ہے اور پھر وہ ان کے کبھی ایک حالت اور کبھی دوسری حالت کے لانے سے امن میں ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ تختی سونے کی تھی نہ کہ چاندی کی تھی اس پر لکھا ہوا تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ تختی سونے کی تھی، اس میں یہ لکھا ہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ تعجب ہے اس شخص کے لیے جو یاد کرتا ہے کہ موت حق ہے پھر کیسے خوش ہوتا ہے۔ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو حق یاد کرتا ہے پھر ہنستا ہے، تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو حق جانتا ہے پھر کیسے غمگین ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص کے لیے جو دنیا اور دنیا والوں کی حالت کی تبدیلی کو دیکھتا ہے پھر وہ کیسے اس دنیا میں مطمئن ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ شخص امانات اور ودیعتوں کو ان کے مالکوں کے سپرد کرتا ہے۔

امام ابن المبارک، سعید بن منصور، احمد نے الزہد میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ ان کے باپ کے تقویٰ اور صلاح کی وجہ سے ان کے مال کی حفاظت کی گئی تھی، نہ کہ ان کی اصلاح کی وجہ سے حفاظت کی گئی تھی۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایک شخص کی نیکی اور صالحیت کی وجہ سے اس کی اولاد، اولاد کی اولاد اور ان کی اولاد کی اصلاح فرماتا ہے۔ اس کی اولاد اور اس کے ارد گرد کے گھروں کی حفاظت فرماتا ہے، اس کی اولاد ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے پردے اور عافیت میں رہتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 415، دار الفکر بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 223 (213)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 400 (3395)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ ایک نیک اور صالح آدمی کی صالحیت کی وجہ سے اس کی اولاد، اولاد کی اولاد اور اس کے اردگرد کے گھروں کی اصلاح فرماتا ہے، جب تک وہ نیک بندہ ان میں باقی رہتا ہے یہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔

امام ابن المبارک، ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے موقوفاً یہ روایت نقل کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی طرف سے اس کی اولاد میں اسی سال تک نگرانی فرماتا رہتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جب موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تو بنی اسرائیل کا نبی نہیں ہے جو تمہیں علم عطا کیا گیا ہے وہ تیرے لیے کافی نہیں ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے آپ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ اس گفتگو کے دوران ایک چڑیا آئی اور دریا کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ اس نے پانی کی ایک چونچ بھری پھر اڑ کر چلی گئی، حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ کیا تو نے دیکھا جو پرندے نے پانی حاصل کیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں، میرا اور تمہارا علم، اللہ تعالیٰ کے علم میں بالکل ایسا ہے جیسے اس پرندے نے اس دریا سے پانی لیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے حَتّٰۤى اَبْلُغَ کا معنی حَتّٰى اَنْتَهِيَ (یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں) روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ سے مراد فارس اور روم کے دریا ہیں، یہ دونوں مشرق ومغرب کے دریا ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ سے مراد افریقیہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد طنجہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ سے مراد الکر اور الرس ہے جہاں سے وہ دونوں دریا سمندر میں گرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حُقُبًا سے مراد زمانہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُقُبًا سے مراد ستر سال ہیں۔ نَسِيَا حُوْتَهُمَا یعنی مچھلی کو گم کر بیٹھے۔ عَجَبًا مچھلی کے اثر اور اس کے چکر جن میں وہ گم ہو گئی، موسیٰ علیہ السلام کو اس پر بہت تعجب ہوا فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام اور ان کے نوجوان ساتھی نے لوٹتے ہوئے مچھلی کے اثر اور نشانات کا پیچھا کیا جہاں سے دریا پھٹ چکا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مچھلی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 337 (1693)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 314

نمکین تھی اور اس کا پیٹ بھی چاک کیا گیا تھا۔

ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ مچھلی جہاں سے گزری وہ جگہ دریا میں خشک تھی گویا کہ وہ پتھر میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے لوگ پانی کے گھر سے باہر موجود تھے پانی کبھی بھی نہیں پھٹا اور رکا تھا۔ مچھلی اس میں داخل ہوئی تو پانی کرہ کی طرح پھٹ گیا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف لوٹ آئے اور آپ نے اس کا رکنا دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تو ہے جس کی ہمیں جستجو تھی۔ پس وہ اپنے آثار دیکھتے ہوئے لوٹ آئے حتی کہ وہ مچھلی کے داخل ہونے کی جگہ تک پہنچ گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ مچھلی کے پر مٹی میں ہیں جب کہ وہ دریا میں گری تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مچھلی کے مردہ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جب اسے زندہ کیا تو پہلے وہ کنکریوں والی زمین میں داخل ہوئی پھر اس میں سرنگ کی طرح راستہ بنایا حتی کہ وہ دریا میں پہنچ گئی ایسا لسرب راستہ کو کہتے ہیں۔ پھر وہ پانی میں پہنچ گئی اور یہ پتھریلی خشکی تھی۔ مچھلی کو ایک لمبا زمانہ کھایا گیا تھا اور یہ موسیٰ علیہ السلام کا زادراہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کردیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کو چیرا تھا، اسے نمک لگایا تھا اور اس سے صبح وشام کھایا بھی تھا۔ جب دوسرا دن ہوا تو کہا اپنے نوجوان ساتھی کو کہ لے آؤ ہمارا صبح کا کھانا، ہمیں اس سفر میں بہت مشقت برداشت کرنی پڑی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ابی کی قرأت اس طرح تھی وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَ لَهٗ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مچھلی سمندر میں ایک چشمہ پر آئی جسے عین الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ جب اس چشمہ کا پانی اسے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی روح لوٹا دی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ وہ دونوں ایک عالم آدمی سے ملے جنہیں خضر کہا جاتا تھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ معراج کی رات میں نے بڑی پاکیزہ خوشبو سونگھی۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ پاکیزہ خوشبو کیسی ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ کنگھی کرنے والی، اس کے دو بیٹوں اور اس کے خاوند کی قبر کی خوشبو ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوا کہ خضر علیہ السلام بنی اسرائیل کے اشراف لوگوں میں سے تھے۔ ان کا گزر ایک راہب کے پاس سے ہوا جو اپنے گرجا میں رہتا تھا، راہب ان کے پاس آیا اور انہیں اسلام سکھایا اور ان سے یہ عہد لیا کہ وہ کسی کو یہ نہیں سکھائے گا، پھر اس کے باپ نے ایک عورت سے ان کی شادی کردی، حضرت خضر علیہ السلام نے بیوی کو اسلام سکھا دیا اور اس سے یہ عہد لیا کہ وہ کسی اور کو نہیں سکھائے گی۔ پھر

حضرت خضر علیہ السلام عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے پھر آپ نے ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ اسے بھی آپ نے اسلام سکھایا اور اس سے بھی یہ عہد لیا کہ وہ کسی اور کو یہ نہیں سکھائے گی پھر اس نے اسے طلاق دے دی، ایک نے اس کا معاملہ ظاہر کیا اور دوسری نے اس کو چھپائے رکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام بھاگ گئے حتی کہ دریا کے جزیرہ میں آ گئے، آپ کو دو آدمیوں نے دیکھا۔ ایک نے اس کا معاملہ ظاہر کیا اور دوسرے نے چھپائے رکھا۔ پھر پوچھا گیا جس نے تیرے ساتھ اسے دیکھا تھا وہ کون تھا؟ اس نے کہا فلاں۔ ان کے دین میں تھا کہ جو جھوٹ بولتا اسے قتل کر دیا جاتا۔ اس سے پوچھا گیا تو اس نے بات کو چھپایا۔ پس جب راز کو افشاء کیا تھا تو وہ قتل کیا گیا پھر معاملہ کو چھپانے والے نے کنگھی کرنے والی عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ وہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی تو کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اس نے کہا تباہ ہو جائے فرعون۔ فرعون کی لڑکی نے یہ بات اپنے باپ کو بتائی تو اس فرعون نے اس عورت، اس کے بچے اور اس کے خاوند کو بلا بھیجا، فرعون نے انہیں کہا کہ اپنے دین سے برگشتہ ہو جاؤ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ فرعون نے کہا میں تمہیں قتل کرنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا اگر تو ہمیں قتل کرے تو ہماری ایک بات قبول کر لے کہ ہمیں ایک قبر میں دفن کرنا۔ فرعون نے انہیں قتل کر دیا اور انہیں ایک قبر میں دفن کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس سے زیادہ پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی حالانکہ میں جنت میں داخل ہوا تھا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت خضر علیہ السلام کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی جگہ پر بیٹھتے تھے تو آپ کا اردگرد سرسبز و شاداب ہو جاتا تھا اور آپ کا لباس سبز تھا۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا۔ یعنی ہم نے انہیں ہدایت اور نبوت عطا فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خضر علیہ السلام کو خضر کہنے کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ کسی جگہ کھڑے ہوتے تو آپ کے قدموں کے نیچے سے گھاس اگ آتی تھی حتی کہ وہ آپ کے قدموں کو ڈھانپ لیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ فرماتے ہیں وہ کشتی کنویں کے پانی میں چلتی تھی جو ایک فرسخ لمبی اور ایک فرسخ چوڑی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لِيَغْرَقَ کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے امرًا کا معنی منکرًا (برا کام) روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی عجبًا روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو صخر رحمہ اللہ سے اس کا معنی عظیمًا روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 418، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 338 (1697)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہیں: موسیٰ علیہ السلام بھولے نہیں تھے لیکن یہ معاریض کلام سے ہے (یعنی توریہ کیا ہے)۔ (1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اور حماد بن زید عن شعیب بن الحجاب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ خضر علیہ السلام ایسے بندے تھے کہ آنکھیں انہیں نہیں دیکھتی تھیں مگر اللہ تعالیٰ جنہیں دکھانا چاہتا ہے وہ انہیں نظر آجاتے ہیں پس موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ انہیں قوم نے نہ دیکھا۔ اگر لوگ انہیں دیکھتے تو وہ انہیں نہ تو کشتی پھاڑنے دیتے اور نہ بچے کو قتل کرنے دیتے۔ حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ یہ دیکھتے رہے کہ اچانک اس پر موت آگئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے لَقِيَا غُلٰمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ غلام بیس سال کا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب خضر علیہ السلام نے غلام کو قتل کیا تو موسیٰ علیہ السلام انتہائی حیرت زدہ اور پریشان ہو گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے زَكِيَّةً کا معنی تائبة (توبہ کرنے والا) روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً پڑھتے تھے سعید نے فرمایا: اس سے مراد مسلمان نفس ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: زَكِيَّةً کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کی حد کو نہیں پہنچا تھا۔

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی تائبة ہے یعنی ایسا بچہ جو بالغ نہ ہوا ہو۔ (3)

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے شَيْئًا نُّكْرًا یعنی بڑا عجیب کام کیا ہے۔ النکر کا مطلب تعجب کی وجہ سے انکار کرنا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نجدہ الحروری نے ابن عباس کی طرف بچوں کے قتل کے متعلق لکھا تو آپ نے جواباً فرمایا اگر تو خضر علیہ السلام ہے، کافر اور مومن کی تمیز کر سکتا ہے تو پھر انہیں قتل کر۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نجدہ نے ابن عباس کی طرف خط لکھا اور بچوں کو قتل کرنے کے متعلق دریافت کیا۔ اور اس نے اپنے خط میں لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عالم (خضر علیہ السلام) نے بچے کو قتل کیا تھا۔ یزید فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس کے خط میں اپنے ہاتھ سے لکھا کہ تو نے بچوں کو قتل کے بارے میں لکھا ہے اور تو نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی عالم کا حوالہ دیا ہے کہ اس نے بچے کو قتل کیا تھا۔ اگر تو بچوں کے متعلق ویسا ہی علم رکھتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عالم ساتھی رکھتا تھا تو پھر تو بچوں کو قتل کر دے لیکن یقیناً تو ایسا علم نہیں رکھتا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، پس اس سے علیحدہ رہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 329 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 330

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 339 (1697)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن ملیکہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے جنت میں بچوں کے جانے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارے لیے بچے کے متعلق موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا جھگڑا کافی ہے۔(1)

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، عبداللہ بن احمد (زوائد المسند میں) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ بچہ جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ تخلیق کے دن سے ہی کافر پیدا کیا گیا تھا۔ اگر وہ بڑا ہوتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر پر مجبور کرتا۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ بچہ جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا وہ کافر پیدا کیا گیا تھا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ بچہ جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ طبعاً کافر پیدا کیا گیا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر پر مجبور کرتا۔(3)

امام ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے وایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سَاَلْتُكَ اور شَيْءٍ میں دونوں جگہ ہمزہ پڑھا ہے۔(4)

امام ابوداؤد، ترمذی، عبداللہ بن احمد، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مِنْ لَّدُنِّيْ کو شد کے ساتھ پڑھا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةٍ کہ جس گاؤں میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام آئے تھے اس کا نام باجروان تھا اور اس کی باشندے بڑے کمینے تھے۔

ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ وہ گاؤں الابلۃ تھا اور یہ اللہ کی زمین کا آسمان سے دورترین قطعہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ گاؤں ابرقہ تھا۔ فرماتے ہیں: مجھے ایک شخص نے بتایا کہ وہ انطاکیہ تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ایوب بن موسیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ محتاج شخص کے لیے سوال کرنا اچھا ہے، کیا آپ نے سنا نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی نے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا تھا۔

امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے يُّضَيِّفُوْهُمَا کو شد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وہ گاؤں والے کمینے لوگ تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَّنْقَضَّ کا معنی يَسْقُطَ (گرنا) ہے۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فَوَجَدَا فِيْهَا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 401 (3398)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ابوداؤد، باب السنۃ، جلد 2، صفحہ 291 3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 266 (2957) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 331

جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ تلاوت کی۔ پھر فرمایا: حضرت خضر نے پہلے دیوار کو مکمل گرایا پھر اسے نئے سرے سے تعمیر فرمایا۔

امام ابوعبید، ابن المنذ راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے دیوار کو اٹھایا تو وہ سیدھی ہو گئی۔

امام ابوعبید اور ابن المنذ ر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبد اللہ کی قرأت اس طرح تھی لَوْشِئْتَ لَتَخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔

امام بغوی نے معجم میں، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْشِئْتَ لَتَخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا کو مخفف پڑھا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ کے بیان سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، ہماری خواہش تھی کہ کاش وہ صبر کرتے حتی کہ ان کے مزید واقعات ہم پر بیان کیے جاتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى مُوْسٰى، آپ نے پہلے اپنا ذکر کیا۔ اگر آپ صبر کرتے تو ہم پر ان کی مزید خبریں بیان کی جاتیں لیکن انہوں نے کہا اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذ راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَعِيْبَهَا کا معنی اَخْرِقَهَا (پھاڑنا) روایت کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَّلِكٌ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ وہ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پہلی قرأت میں كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ بادشاہ عمدہ اور اچھی کشتیاں لے لیتا تھا۔

امام ابوعبید اور ابن المنذ ر نے ابوالزاہریہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بچہ جسے حضرت خضر نے قتل کیا تھا اس کا نام جیسور تھا۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، ابن المنذ ر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وہ اس طرح پڑھتے تھے وَاَمَّا الْغُلٰمُ وَكَانَ كَافِرًا وَّكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ۔

امام عبد الرزاق اور ابن المنذ ر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں روایت کیا ہے: وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ كَافِرًا وَّكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے فَخَشِيْنَاۤ کا معنی اَشْفَقْنَا (ڈرنا) روایت کیا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 266 (2958)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ کے مصحف میں اس طرح تھا مَخَافَ رَبِّكَ اَنْ یُّرْ هِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۔ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس کی محبت انہیں اس کے دین کے اتباع کرنے پر برانگیختہ کرے گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اگر وہ بچہ باقی رہتا تو والدین کی بربادی اور استیصال اس کے ہاتھوں ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں قتادہ سے روایت کیا ہے: مطرف بن الشخیر نے فرمایا: ہم جانتے ہیں کہ والدین اس کی پیدائش کے دن خوش ہوئے اور اس کے قتل کے دن غمگین ہوئے۔ اگر وہ زندہ رہتا تو والدین کی ہلاکت اس کی وجہ سے ہوتی پس ایک شخص تقسیم الٰہی پر راضی ہوا کیونکہ اللہ کا فیصلہ مومن کے لیے بہتر ہے بنسبت اس کے اپنے فیصلے کے اور تیرے لیے اللہ کا فیصلہ ناپسندیدہ امر میں بہتر ہے۔ بنسبت اس فیصلہ کے جو وہ تیرے لیے تیری محبوب چیز کے متعلق فرمائے۔

امام ابو عبید اور ابن المنذر رنے ابن جریج سے خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً کے تحت روایت کیا ہے کہ از روئے اسلام کے بہتر ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً کے تحت روایت کیا ہے کہ زَكٰوةً سے مراد دنیا ہے یعنی دین کے اعتبار سے بہتر ہو۔ اور رحما سے مراد مودت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان والدین کو بچے کے بدلہ میں بچی عطا فرمائی۔ جس نے نبی کو جنم دیا۔

امام ابن المنذر ررحمہ اللہ نے حضرت بسطام بن جمیل عن عمر بن یوسف کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقتول بچے کے بدلے میں ایسی بچی عطا فرمائی جس نے بعد میں دو نبیوں کو جنم دیا تھا۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم سے پہلے لوگوں کے لیے کنز حلال تھا اور ہم پر حرام ہے۔ ہم سے پہلے لوگوں پر مال غنیمت حرام تھا اور ہمارے لیے حلال ہے تو اس شخص کے لیے تعجب نہ کر جو کہتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ کنز ہم سے پہلے لوگوں کے لیے حلال تھا اور ہمارے لیے حرام ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنے حکم سے حلال کرتا ہے جو چاہتا ہے حرام کرتا ہے۔ یہ سنن اور فرائض ایک امت کے لیے حلال ہوتے ہیں دوسری کے لیے حرام ہوتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد (نے الزہد میں) اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت خیثمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی اولاد کے لیے مبارک ہو پھر ان کے لیے مبارک ہو کہ کیسے مومن کے جانے کے بعد بھی ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ پھر خیثمہ رحمہ اللہ نے یہ تلاوت کی وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر ررحمہما اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے ایک نیک بندے کی صالحیت کی وجہ سے لوگوں کے کئی قبائل کی اصلاح وخیر فرماتا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 340 (1700)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 72، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شیبہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت سلیمان بن سلیم بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تورات میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ (ایک مومن بندہ کی وجہ سے) اس کی سات نسلوں تک حفاظت فرماتا ہے اور ایک بدکار کی وجہ سے سات نسلوں کو ہلاک کرتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں وہب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رب تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ بنی اسرائیل کو فرمایا اس میں یہ بھی ہے کہ جب تو میری اطاعت کرتا ہے تو میں راضی ہوتا ہوں اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں، میری برکت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور جب تو نافرمانی کرتا ہے تو میں ناراض ہوتا ہے اور میری لعنت ساتوں نسل تک پہنچتی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے غضب سے ڈرو کیونکہ میرا غضب تین آباء (تین نسلوں) تک پہنچتا ہے اور میری رضا سے پیار کرو کیونکہ میری رضا ایک امت کو پہنچتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ کے تحت روایت کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام عبد مامور تھے انہوں نے امر الٰہی کو پورا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کہا لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ۔ پس انہوں نے ایک مچھلی شکار کی اور اسے زادراہ بنا کر چل پڑے حتی کہ اس چٹان تک پہنچ گئے جس کا انہوں نے ارادہ فرمایا تھا۔ تیز ہوا چلی اور ان پر جگہ مشتبہ ہوگئی اور اس چٹان پر مچھلی بھول گئے۔ پھر وہ چل پڑے چلتے چلتے انہیں کھانے کا اشتیاق ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے یوشع سے کہا اٰتِنَا غَدَآءَنَا٘ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۔ نوجوان نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ الخ فرماتے ہیں: ہم نے ابن عباس کے حوالہ سے سنا کہ وہ اہل کتاب کے علماء سے روایت فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی اور سوال کیا جب کہ آپ کے پاس مشکیزہ میں میٹھا پانی تھا، پس آپ نے پانی دریا میں ڈال دیا، وہ پانی اس کے نشان پر پڑا تو وہ ایک سفید کھوکھلا پتھر بن گیا۔ آپ نے اس پر چلنا شروع کیا حتی کہ آپ اس چٹان تک پہنچ گئے جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔ پس آپ اس چٹان پر چڑھے، درآں حالیکہ آپ کو بڑا اشتیاق تھا، کیا وہ آدمی نظر آتا ہے؟ حتی کہ آپ کا گمان کچھ درست نہ رہا پھر آپ نے اس شخص کو دیکھ لیا اور کہا السلام علیک یا خضر۔ انہوں نے فرمایا: علیک السلام یا موسیٰ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تمہیں کس نے بتایا کہ میں موسیٰ ہوں میں تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ حضرت خضر آگے بڑھے اور نصیحت فرمائی کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، بھلا تم کیسے صبر کر سکتے ہو اس بات پر جس کی تمہیں خبر نہیں ہے۔ یعنی جس نے ایک چیز دیکھی ہو۔ دوسرے نے وہ چیز نہ دیکھی ہو تو وہ پوچھے بغیر کیسے صبر کر سکتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ساتھ دینے کا اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے سوال نہ کرنا حتی کہ میں خود تجھے اس کے بارے نہ بتاؤں۔ اگر تو نے تین مرتبہ جلدی کی تو وہ تیسرا مقام میری اور تمہاری جدائی کا ہوگا۔ وہ کھڑے دیکھ رہے تھے ایک کشتی گزری جو الابلہ شہر کی طرف جارہی تھی۔ خضر علیہ السلام نے انہیں بلایا اے کشتی

والو! ہماری طرف آؤ اور ہمیں اپنی کشتی میں سوار کرلو کشتی والوں نے ملاح سے کہا ہمیں تو یہ لوگ ڈرے ہوئے لگتے ہیں، یہ لوگ چور ہیں، انہیں سوار نہ کر، کشتی کے مالک نے کہا میں ان لوگوں کے چہروں پر نور دیکھ رہا ہوں، میں انہیں ضرور سوار کروں گا۔ حضرت خضر نے فرمایا ان سواروں سے تو نے کتنا کرایہ لیا ہے جتنا کرایہ تو نے ان میں سے ہر شخص کا لیا ہے اس کا دوگنا ہم سے لے لے، پس ملاح نے انہیں سوار کرلیا اور وہ کشتی روانہ ہوگئی۔ جب وہ زمین کے قریب ہوئے تو گاؤں کے سربراہ نے حکم دے رکھا تھا ایسی کشتی دیکھو جس میں عیب نہ ہو تو میرے پاس لے آؤ۔ خضر علیہ السلام کو حکم تھا کہ اس کشتی میں عیب لگا دے تاکہ ظالم لوگ چھین نہ لیں۔ آپ نے اس میں شگاف کر دیا تو اس میں پانی ابلنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام غصہ سے بھر گئے اور فرمایا اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے کپڑوں کو سختی سے پکڑا اور انہیں دریا میں ڈالنے کا ارادہ فرمایا اور کہا تو نے انہیں ہلاک کرنے کا ارادہ کیا ہے اور تجھے معلوم ہے کہ پہلے تو ہی ہلاک ہو گا۔ موسیٰ علیہ السلام کا غصہ جب زیادہ ہوتا تو دریا ٹھہر جاتا۔ جب غصہ ٹھنڈا ہوتا تو دریا زمانہ کی طرح چلتا۔ یوشع بن نون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا آپ کو وہ عہد اور میثاق یاد نہیں جو آپ نے اپنے بارے کیا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام پر حلم طاری ہوگیا اور کہنے لگے لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا جب گاؤں میں پہنچے تو خضر علیہ السلام نے کہا وہ تمہاری طرف متوجہ نہ ہوئے حتی کہ انہیں غرق ہونے کا خدشہ ہوا۔ خضر علیہ السلام ملاح کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں نے تجھ سے خیر کا ارادہ کیا تھا، پس لوگوں نے آپ کی رائے کی تعریف کی اللہ تعالیٰ نے پھر اس کشتی کو پہلے کی طرح درست فرمادیا۔ پھر کشتی سے نکلے تو ایک نوجوان غلام تک پہنچے حضرت خضر علیہ السلام نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے قتل کردیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے بغیر کسی نفس کے بدلہ کے ایک معصوم جان کو قتل کر دیا ہے۔ الیٰ قولہ۔ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا ہے۔ وہ بچہ کسی سے ناراض ہوتا تو وہ ناراض شخص اس کے لیے اور اس کے والدین کے لیے بددعا کرتا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے والدین کو ان بددعاؤں سے پاک کرلیا اور انہیں اس کی جگہ دوسرا بچہ عطا فرمایا جو اس سے بہتر تھا اور زیادہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا تھا اور زیادہ مہربان تھا۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ الخ۔

ہم نے سنا ہے کہ وہ کنز علم تھا انہوں نے اس علم کی وراثت پائی تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے الحسن بن عمارہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے کہا گیا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نوجوان کی بات کرتے ہوئے نہیں سنا حالانکہ وہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ابن عباس نے فرمایا: نوجوان کی بات جو انہوں نے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ اس نوجوان نے پانی پیا۔ پس وہ بھی ہمیشہ کے لیے زندہ ہوگیا۔ عالم نے اس کو پکڑ کر ایک کشتی کے ساتھ ملا دیا تھا پھر اسے دریا میں بھیج دیا تھا۔ پس قیامت تک اس کے ساتھ وہ کشتی چلتی رہے گی۔ اس سزا کی وجہ یہ

ہے کہ اس کے لیے اس پانی سے پینا جائز نہیں تھا، ابن کثیر فرماتے ہیں: الحسن متروک ہے اور اس کا باپ غیر معروف ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو جدائی کے وقت کہا اے موسیٰ! علم حاصل کر و اس پر عمل کرنے کے لیے۔ لوگوں سے بحث کرنے کے لیے علم حاصل نہ کرو۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا میرے لیے دعا فرمایئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنی اطاعت آسان فرمائے۔(1)

امام احمد نے الزہد میں وہب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے وقت کہا۔ اے موسیٰ! لجاجت سے دور رہو، بغیر ضرورت کے نہ چلو بغیر عجب کے نہ ہنسو، اپنے گھر کو لازم پکڑو اور اپنی خطا پر رو‌ؤ۔(2)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میرا خیال ہے یہ ابوعبداللہ الملطی ہے۔ فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے جدائی کا ارادہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا جناب مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: نفع بخش بن جاؤ، تکلیف دینے والے نہ بنو، خوش رہو، (ہر وقت) غصہ میں نہ رہو، لجاجت سے پھر جاؤ، بغیر حاجت کے نہ چل، کسی شخص کو اس کی غلطی پر عار نہ دلاؤ۔ اے ابن عمران! اپنی خطا پر آنسو بہاؤ۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے موسیٰ! لوگ دنیا میں اپنے ارادوں کے مطابق عذاب دیئے جاتے ہیں۔(4)

امام العقیلی رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت خضر علیہ السلام بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان ایک منبر پر تشریف فرما ہیں، سمندر کے تمام جانوروں کو حکم دیا گیا کہ وہ آپ کی بات سنیں اور آپ کی اطاعت کریں۔ صبح وشام آپ پر روحیں پیش کی جاتی ہیں۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چار انبیاء زندہ ہیں، دو آسمان میں ہیں، وہ عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام ہیں اور دو زمین میں ہیں، وہ خضر اور الیاس علیہما السلام ہیں۔ خضر علیہ السلام دریا میں ہیں اور الیاس علیہ السلام خشکی میں ہیں۔

امام خطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر یہ کہہ رہا تھا، اے وہ ذات جس کو کوئی آواز دوسری آواز سے مشغول نہیں کرتی، اے وہ ذات جس کو مسائل غلط نہیں کرتے، اے وہ ذات جس کو اصرار کرنے والوں کا اصرار زچ نہیں کرتا، مجھے اپنے عفو کی ٹھنڈک اور اپنی رحمت کی حلاوت چکھادے۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے! اپنی کلام کو دوہرا۔ اس نے کہا (کیا) تو نے وہ کلام سن لی ہے؟

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 416، دار الفکر بیروت
2۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 79
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 416، دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً

میں نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں خضر کی جان ہے! (وہ خضر علیہ السلام تھے) جو بندہ ان کلمات کو فرضوں کی نماز کے بعد کہے گا اس کے (سارے) گناہ معاف ہو جائیں گے اگر چہ وہ ریت کے ٹیلے کے ذروں کے برابر ہوں، بارش کے قطروں کے برابر ہوں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں۔ (1)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں ابونعیم نے الحلیۃ میں کعب الاحبار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت خضر بن عامیل اپنے چند ساتھیوں کی معیت میں سوار ہوئے حتی کہ ہند میں پہنچے۔ یہ چین کا سمندر ہے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے میرے ساتھیو! مجھے لڑھکا دو، انہوں نے اسے دریا میں لڑھکا دیا کچھ دنوں اور کچھ راتوں کے بعد اوپر تشریف لائے۔ ساتھیوں نے پوچھا اے خضر! تو نے کیا دیکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تجھے بہت عزت دی ہے اور سمندر کی گہرائی میں بھی تمہاری حفاظت فرمائی ہے۔ فرمایا مجھے ایک فرشتہ ملا۔ اس نے مجھے کہا اے خطا کار! آدمی کہاں جا رہے ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا میں نے اس سمندر کی گہرائی دیکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے مجھے کہا حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص سمندر میں گرا تھا۔ وہ ابھی تک اس کی گہرائی کے تیسرے حصے کو بھی نہیں پہنچا۔ اس وقت تین سو سال گزر چکے تھے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بقیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے ابوسعید نے بتایا۔ فرماتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے جدائی کے وقت جو آخری بات کی تھی وہ یہ تھی کسی گناہ گار کو اس کے گناہ پر عار اور شرمندگی دلانے سے بچ ورنہ تو خود اس میں مبتلا ہو جائے گا۔

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابو اسامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہیں خضر علیہ السلام کے متعلق نہ بتاؤں، صحابہ نے عرض کی: ضرور کرم فرمائیے یا رسول اللہ! فرمایا ایک دن وہ بنی اسرائیل کے بازار میں جا رہے تھے تو انہیں ایک (مسکین) مکاتب شخص نے دیکھ لیا۔ اس نے کہا مجھ پر صدقہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ حضرت خضر نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا، جو امر اللہ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے عطا کروں، مسکین نے کہا میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر صدقہ کریں، میں تمہارے چہرے میں سخاوت کے آثار دیکھتا ہوں۔ میں نے تیرے پاس برکت پائی ہے۔ حضرت خضر نے کہا میں اللہ پر ایمان لایا، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے عطا کروں مگر یہ کہ تو میرے پیچھے پیچھے آجا۔ مسکین نے کہا کیا یہ درست ہے؟ فرمایا ہاں میں حق ہی کہتا ہوں، تو نے مجھ سے ایک بہت بڑے واسطہ سے سوال کیا ہے۔ میں تجھے رب تعالیٰ کی وجہ سے نامراد نہیں لوٹاتا، اس نے حضرت خضر علیہ السلام کو بازار میں پیش کیا اور چار سو دراہم کے عوض فروخت کر دیا، آپ مشتری کے پاس ایک زمانہ ٹھہرے رہے لیکن اس نے آپ کو کام پر نہ لگایا۔ آپ نے مشتری سے کہا تو نے مجھے خریدا ہے، مجھ سے خیر تلاش کر، مجھے کسی عمل کا حکم دے، مشتری نے کہا میں تجھے تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں کیونکہ آپ ایک بوڑھے کمزور آدمی ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ مشتری نے کہا اٹھو اور یہ پتھر یہاں سے وہاں نقل کر دو۔ وہ پتھر اتنے زیادہ تھے کہ چھ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 425، دارالفکر بیروت
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 6، صفحہ 7

آدمی بھی ایک دن میں انہیں منتقل نہیں کر سکتے تھے، وہ شخص آپ کو حکم دے کر کسی کام کے لیے باہر گیا پھر واپس آیا تو تمام پتھر اسی وقت منتقل ہو چکے تھے۔ مشتری نے کہا تو نے بڑا اچھا کام کیا ہے، تو بہت طاقتور ہے، میں تو تجھے ایسا طاقت ور نہ سمجھتا تھا، پھر اس شخص کو سفر کی مہم پیش آ گئی۔ اس نے کہا میں تجھے امین گمان کرتا ہوں تم میرے گھر والوں میں میرے قائم مقام ہو کر ان سے اچھائی کرنا۔ حضرت خضر نے فرمایا تم مجھے کسی کام کی وصیت کرو۔ اس نے کہا: میں تجھے تکلیف دینا پسند نہیں کرتا، حضرت خضر نے فرمایا: مجھ پر کوئی امر گراں نہیں۔ مشتری نے کہا تم اینٹیں بناؤ تا کہ ہم مکان بنائیں حتی کہ میں سفر سے واپس آ جاؤں۔ وہ آدمی سفر پر گیا، واپس آیا تو آپ تعمیر مکمل کر چکے تھے۔ اس شخص نے کہا میں خدا کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں تمہارا راستہ کیا ہے اور تمہارا معاملہ کیا ہے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا تو نے مجھ سے خدا کا واسطہ دے کر سوال کیا ہے اور اسی خدا کے واسطہ نے ہی مجھے غلامی میں ڈالا تھا۔ میں خضر ہوں جس کے متعلق تو نے سنا ہے۔ مجھ سے ایک مسکین نے صدقہ مانگا اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو میں اسے پیش کرتا۔ اس نے مجھے خدا کا واسطہ دیا تو میں نے اپنا آپ ہی اس کے حوالہ کر دیا۔ اس نے مجھے بیچ ڈالا۔ اور میں تجھے بتاتا ہوں کہ جس سے خدا کے واسطہ سے مانگا گیا اور اس نے سائل کو رد کر دیا جب کہ وہ عطا کرنے پر قادر تھا تو وہ قیامت کے روز اس طرح کھڑا ہوگا کہ اس کی جلد ہوگی نہ اس کا گوشت ہوگا اور نہ اس کی ہڈیاں ہوں گی تا کہ وہ وہاں ہی ٹھہرا رہے۔ اس شخص نے کہا میں اللہ پر ایمان لایا۔ اے اللہ کے نبی! میں نے تجھے تکلیف دی جب کہ مجھے علم نہیں تھا۔ حضرت خضر نے فرمایا کوئی حرج نہیں تو نے بہت اچھا کیا اور پختہ کیا۔ اس شخص نے کہا اے اللہ کے نبی! میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہو جائیں، آپ میرے گھر والوں اور میرے مال کے متعلق حکم فرمائیں، اس کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا ہے یا میں تجھے اختیار دیتا ہوں، میں تمہارا راستہ کھلا چھوڑتا ہوں۔ حضرت خضر نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو میرا راستہ چھوڑ دے تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں، پس اس شخص نے آپ کا راستہ چھوڑ دیا۔ حضرت خضر نے کہا: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پہلے غلامی میں ڈالا پھر مجھے اس سے نجات عطا فرمائی۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت حجاج بن فرافصہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دو آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر بیع کر رہے تھے۔ ایک شخص زیادہ قسمیں اٹھا رہا تھا، وہ اسی سودے میں مصروف تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا اور ان کے قریب آ کر ٹھہر گیا۔ اس نے زیادہ قسمیں اٹھانے والے سے کہا اے اللہ کے بندے! رک جا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور زیادہ قسمیں نہ اٹھا۔ یہ تیرے رزق میں کچھ اضافہ کا باعث نہ ہوگا اور اگر تو قسمیں نہیں اٹھائے گا تو تیرا رزق کم نہ ہوگا۔ وہ کام کر جو تیرا معین و مددگار ہو۔ اس نے کہا کون سا کام میرا مددگار رہو گا؟ اس نے تین مرتبہ پوچھا اور اپنی بات کو دوہرایا۔ جب وہ شخص واپس جانے لگا تو اس نے کہا جان لے ایمان کی علامت یہ ہے کہ تو سچائی کو اس وقت جھوٹ پر ترجیح دے جب کہ سچائی تیرے لیے نقصان کا باعث ہو اور جھوٹ تیرے لیے نفع بخش ہو۔ اور تیرے قول کو تیری ذات پر فضیلت نہ ہو پھر وہ شخص مڑا تو عبداللہ بن عمر نے کہا اس شخص سے ملو اور یہ کلمات لکھوالو۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے! مجھے یہ کلمات

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 417، دار الفکر بیروت

لکھوا دے۔ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ جس امر کا فیصلہ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ اس نے وہ کلمات دوہرائے حتی کہ سننے والے نے یاد کر لیے پھر اس شخص نے دیکھا کہ اس اللہ کے بندے نے ایک قدم مسجد میں رکھا پھر معلوم نہیں زمین نے اسے نگل لیا یا آسمان نے اٹھالیا۔ فرماتے ہیں وہ انہیں خضر علیہ السلام یا الیاس علیہ السلام سمجھتے تھے۔ (1)

امام الحارث بن اسامہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ایک کمزور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام دریا میں ہیں اور حضرت الیسع علیہ السلام خشکی پر ہیں۔ وہ ہر رات اس دیوار کے پاس جمع ہوتے ہیں جو لوگوں اور یاجوج وماجوج کے درمیان ذوالقرنین نے بنائی تھی۔ وہ دونوں ہر سال حج اور عمرہ کرتے ہیں۔ زمزم سے اتنا پانی پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک ان کی کفایت کرتا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام بیت المقدس میں ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں، ہر سال حج کرتے ہیں اور آب زمزم سے اتنا پانی پی لیتے ہیں جو ان کے لیے آئندہ سال تک کافی ہوتا ہے۔ (2)

امام العقیلی، دارقطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر سال حج کے موسم میں حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام ملتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا حلق کرتا ہے اور یہ کلمات کہہ کر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا يُصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ "اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں ماشاء اللہ، بھلائی اور خیر صرف اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے ماشاء اللہ، برائی اور مصیبت کو صرف اللہ ہی دور فرماتا ہے ماشاء اللہ، ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی طاقت ہے"۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: جس نے یہ کلمات تین مرتبہ صبح اور تین مرتبہ شام کے وقت کہے اللہ تعالیٰ اسے غرق ہونے، جلنے، چوری ہونے سے محفوظ فرمائے گا اور شیاطین، سلطان، سانپ اور بچھو سے بھی مامون ومحفوظ فرمائے گا۔ (3)

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۭ﴿۸۳﴾

"اور دریافت کرتے ہیں آپ سے ذی القرنین کے متعلق۔ فرمائیے میں ابھی بیان کرتا ہوں تمہارے سامنے اس کا حال"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اے محمد! (ﷺ) تم ابراہیم، موسیٰ اور دوسرے انبیائے کرام کا ذکر کرتے ہو ان کا ذکر تو آپ نے ہم سے سنا ہے تم ہمیں اس نبی کے متعلق بتاؤ جس

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 221 (4856)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 428، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 427